بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۳۳ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۳۵

اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل قادیان

یوم شنبہ

جلد ۳۲ | ۴ ماہ نبوت ۱۳۲۳ ہش | ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۳ھ | ۴ نومبر سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۵۹

مدینۃ المسیح

قادیان ۴ ماہ نبوت۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۱½ بجے شام کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت بوجہ نقرس کے درد کے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر درد اور نزلہ کی شکایت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

— کل سید نصیر الدین صاحب مہاجر وفات پا گئے۔ جنازہ حضرت مولوی شیر علی صاحب نے پڑھایا۔ اور مرحوم بہشتی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ بلندی درجات کے لئے دعا کی جائے۔

— مکرم مرزا محمد شفیع صاحب محاسب صدر انجمن احمدیہ ایک عرصہ سے پیشاب کی تکلیف سے بیمار ہیں۔ اب علاج کے لئے دہلی تشریف لے گئے ہیں۔ احباب جماعت سے صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

آج بعد نماز عصر مسجد اقصےٰ میں مولوی ابو العطاء صاحب کی صدارت میں ایک جلسہ ہوا جس میں واقفین زندگی میں سے شیخ ناصر الدین صاحب اور سفیر الدین صاحب نے اردو میں چودہری خلیل احمد صاحب ناصر نے انگریزی میں

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۸ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

مرتبہ۔ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

(۲)

کُلٌّ فی فلکٍ یسبحون کے معنی

عرض کیا گیا کہ کُلٌّ فی فلکٍ یسبحون کے کیا معنی ہیں۔ حضور نے فرمایا۔

اس کے معنے یہ ہیں کہ ہر ایک کا الگ الگ دائرہ عمل ہے۔ ان میں سے ایک دوسرے کا قائم مقام نہیں بن سکتا۔

سورج کتنا ہی روشن ہو چاند کا قائم مقام نہیں بن سکتا۔ اور چاند کتنا ہی نورانی ہو سورج کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ درحقیقت کُلٌّ فی فلکٍ یسبحون میں وہی مضمون ہے جس کو میں نے ابھی بیان کیا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم کسی کو بڑا یا چھوٹا کہہ کر اس کی ضرورت سے انکار نہیں کرسکتے۔ سورج باوجود بڑا ہونے کے دنیا کے لئے کافی نہیں اگر سورج ہی سورج رہے۔ تب بھی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اور اگر چاند ہی چاند رہے تب بھی خرابیاں پیدا ہو جائیں۔ اصلاح کی تکمیل کے لئے چاند اور سورج دونوں کی ضرورت ہے۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ جلالی شان والا نبی بھی اپنی جگہ ایک ضروری چیز ہے

اور جمالی شان والا نبی بھی اپنی جگہ ایک ضروری چیز ہے۔ جلالی شان والے نبی کے زمانہ میں ہی اللہ تعالےٰ حکومت دے دیتا ہے۔ تاکہ شریعت کو وہ اپنے ہاتھوں سے قائم کر کے دکھا دے۔ مگر پھر بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ جو اس جلال سے دھوکہ کھا جاتی ہیں۔ اور خیال کرتی ہیں۔ کہ زبردستی دین کی اشاعت کی گئی ہے۔ اس کا ازالہ اسی طرح ہو سکتا ہے۔ کہ کسی وقت جمالی نبی آئے۔ جو لوگوں کے مظالم سہے۔ ان کی تکالیف برداشت کرے۔ اور ان کے دکھوں کے باوجود دلائل اور براہین کے زور سے اپنے سلسلہ کو قائم کر کے دکھا دے۔ اگر جلالی شان والا نبی ہی آئے۔ اور جمالی شان والا نبی نہ آئے۔ تو دنیا یہ کہنے لگ جائے۔ کہ سونٹے کے زور سے دین پھیلایا جاتا ہے۔ کیونکہ جلالی انبیاء کے زمانہ میں جنگیں ہوتی ہیں لڑائیاں ہوتی ہیں قتل و خونریزی ہوتی ہے۔ اور لوگ سمجھتے ہیں۔ کہ دین جبر اور زور سے منوایا گیا ہے چونکہ بعض طبائع اس سے دھوکہ کھا جاتی ہیں۔ اس لئے جمالی انبیاء کا آنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ وہ انبیاء چونکہ مظلومیت میں اپنی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور دلائل و براہین سے اپنی باتیں منواتے ہیں۔ اور ان کی دردمندانہ دعائیں فتح اور کامیابی کا وقت لاتی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ جو جلال سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اس جمال کو دیکھ کر تسلیم کر لیتے ہیں کہ یہ باتیں خدا کی طرف سے تھیں تبھی دنیا نے باوجود شدید مخالفت کے اپنا سر جھکا دیا۔ اور ایمان کا اظہار کر دیا پس جلال قائم مقام جمال کے نہیں ہو سکتا۔ اور جمال قائم مقام جلال کے نہیں ہو سکتا۔ دونو چیزیں اپنی اپنی جگہ ضروری ہیں۔ جمال اشاعت ہدایت کے لئے ضروری چیز ہے۔ اور جلال قیام شریعت کے لئے ضروری چیز ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ چاہتا ہے شرعی نبی کی زندگی میں ہی اس کے ذریعہ ایک صحیح اسوہ قائم کر دیا جائے۔ لیکن جلال کے ساتھ جو باتیں مخفی ہو جاتی ہیں۔ ان کے اظہار کے لئے جمال کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ بیشک ان میں سے ایک بڑا ظہور ہے۔ اور ایک چھوٹا ظہور ہے۔ مگر دونوں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں۔ اور ان میں سے ایک دوسرے کے وجود سے ہمیں مستغنی نہیں کر سکتا۔ جیسے ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ سورج ہمیں چاند سے مستغنی کر سکتا ہے۔ یا چاند سورج سے مستغنی کر سکتا ہے۔

اسلام کے متعلق ایک پیشگوئی

فرمایا۔ والقمر قدرناہ منازل حتیٰ عاد کالعرجون القدیم میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ شمس سے اکتساب نور کرنے والا وجود جب بھی دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کا لایا ہوا نور کمزور ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ پس اس آیت میں بطور پیشگوئی بتایا گیا ہے۔ کہ اسلام میں بھی ایسا ہی ہو گا۔ جب مسیح موعود کا ظہور ہو گا۔ تو گو وہ زمانہ اسلام کے لئے بڑی ترقی کا زمانہ ہو گا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا نور اس کے ذریعہ ساری دنیا پر پھیل جائے گا۔ مگر ایک لمبی مدت کے بعد وہ قمر پھر عرجون کی طرح ہو جائے گا۔ یہ ترقی اور تنزل کے مختلف دور ہیں۔ جو چلتے چلے جائیں گے۔ پہلے قمر بڑھتے بڑھتے بدر کامل بنے گا۔ اور پھر وہ بدر کامل گھٹتے گھٹتے عرجون کی طرح ہو جائے گا۔ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ سے اکتساب نور کرنے والے پہلے ہلکی روشنی کی صورت میں ظاہر ہونگے۔ پھر یہ روشنی بڑھتی چلی جائیگی۔ یہاں تک کہ مسیح موعود کے وقت یہ قمر بدر کامل کی صورت اختیار کرے گا۔

شمس اور قمر میں فرق

ان الفاظ میں شمس اور قمر میں یہ فرق بھی بتا دیا۔ کہ شمس شروع میں ہی کامل ہوتا ہے۔ مگر بدر شروع میں کامل نہیں ہوتا بلکہ عرجون القدیم سے شروع ہوتا۔ اور اسی دور میں ترقی کرتے کرتے بدر بن جاتا ہے۔ مگر مسیح موعود کے ذریعہ جو قمر بدر کی صورت اختیار کرے گا۔ اس میں کچھ عرصہ کے بعد پھر تنزل کے آثار پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

ایڈیٹر۔ غلام نبی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا۔

اور جس طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد فیج اعوج کا زمانہ آیا۔ اور اسلام میں تنزل اور ضعف کے آثار شروع ہو گئے۔ اسی طرح یہاں ہوگا اور چونکہ یہ نور کسی زمانہ میں کمزور ہو جائے گا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ پھر کسی مامور کو مبعوث فرمائے گا۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ اب آنے والا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ جیسے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بغیر کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکتا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لائے بغیر اب کوئی شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تک نہیں پہنچ سکتا۔ یہ ایسی ہی بات ہے جیسے ایک کمرہ کے بعد دوسرا کمرہ بن جاتا ہے۔ اور بغیر اُس دوسرے کمرہ میں سے گزرنے کے انسان پہلے کمرہ میں نہیں جا سکتا۔ پس مراد یہی ہے۔ کہ قوم کا تنزل اسلام میں مستبعد نہیں سمجھنا چاہئے۔ بدر کامل کے بعد اُس میں پھر کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جو بڑھتی چلی جاتی ہے۔ مگر کچھ عرصہ کے بعد پھر قدرت کا ہاتھ اُس کو بڑھانا شروع کر دیتا ہے۔ یہ ایک تسلسل ہے۔ جو دنیا میں جاری رہا اور جاری رہے گا۔ اکتساب نور کرنے والے وجود ظاہر ہوتے رہیں گے مگر اُن کے ظہور کے کچھ عرصہ کے بعد پھر قوموں میں ضعف پیدا ہونا شروع ہو جائے گا۔ اصل مضمون اس آیت میں یہی بتایا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد امت محمدیہ پر ابتلا نہیں آ سکتا اور آگے کسی نئے نور کی ضرورت نہیں کیونکہ شمس ہدایت آ چکا وہ ایک باطل خیال میں مبتلا ہیں۔ روشنی آتی ہے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد اُس میں ضرور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر وہ روشنی ترقی کرتی ہے اور پھر کمزور ہو جاتی ہے۔ اور یہ سلسلہ منازل قمر کی طرح چلتا چلا جاتا ہے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس علم و عرفان

۳۱-اخاء ۱۳۲۳ھش مطابق ۳۱ اکتوبر ۱۹۴۴ء

آج بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ جب تشریف فرما ہوئے۔ تو فرمایا۔ کچھ عرصہ ہوا۔ میں نے عمل کے لئے چند باتیں کہی تھیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ نماز کے بعد ۳۳-۳۳ بار سبحان اللہ اور الحمد للہ اور ۳۴ دفعہ اللّٰہ اکبر پڑھا جائے۔ تو خدا تعالےٰ کی طرف سے برکات نازل ہوتی ہیں۔ اور ایسے لوگ دوسروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ میں نے نصیحت کی تھی۔ کہ نوجوان اس پر عمل کریں اور اس کے بعد کوئی اور بات کریں۔ اب میں خدام الاحمدیہ کے ممبروں سے پوچھتا ہوں۔ کہ ان میں سے کتنے ہیں۔ جو اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور انہوں نے عادت ڈال لی ہے۔ کہ پانچوں نمازوں کے بعد پڑھتے ہیں۔ وہ کھڑے ہو جائیں۔

جب موجود الوقت خدام کھڑے ہو گئے۔ تو فرمایا۔ یہ جو میرے سامنے ہیں۔ ان سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اکثر نے میری ہدایات پر عمل کیا ہے۔ یہ اکثر کا لفظ میں احتیاطاً بول رہا ہوں ورنہ میرے سامنے تو جتنے ہیں۔ وہ سارے کھڑے ہیں۔

پھر فرمایا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجنا بھی بڑی شاندار بات ہے اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ دو کلمے ایسے ہیں۔ جو زبان پر ہلکے پھلکے ہیں۔ مگر خدا کے حضور جب اعمال کا جائزہ لیا جائے گا۔ تو اس وقت وہ بہت بھاری ہوں گے۔ وہ اللہ کو بہت پیارے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ سبحان اللّٰہ وبحمدہٖ۔ سبحان اللّٰہ العظیم۔ جن نوجوانوں نے دن رات میں کسی وقت ۱۲-۱۲ دفعہ پڑھنے کی مزاولت رکھی ہے۔ یا قریباً سو فیصدی پڑھتے رہے ہیں۔ کبھی ناغہ ہو گیا۔ تو اور بات ہے۔ وہ کھڑے ہو جائیں (نوجوانوں کے کھڑے ہونے کے بعد فرمایا) پہلوں کی نسبت یہ کچھ کم معلوم ہوتے ہیں۔ جو نہیں پڑھتے رہے۔ انہیں چاہئے۔ کہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ اور پھر آہستہ آہستہ تعداد بڑھاتے جائیں۔ ان کلموں کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو سو دفعہ پڑھے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو جائیگی۔ پس جو خود پڑھتے ہیں۔ وہ دوسروں کو سکھائیں۔ اور انہیں بھی پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ جب تک ہمسایہ نیکی پر قائم نہ ہو۔ نیک انسان بھی خطرہ میں ہوتا ہے۔ تم اپنے ہی عمل صالحہ پر خوش نہ ہو۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس نیکی پر قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

بائیبل میں حضرت آدم کے متعلق جو لکھا ہے۔ کہ شیطان نے ان کو گمراہ کیا۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ پہلا آدم بڑا خوش تھا۔ کہ وہ نیک کام کرتا ہے۔ اور خدا کا بندہ ہے۔ مگر حوا کے ذریعہ شیطان نے ان کو دھوکہ دیا۔ تم بھی اگر دوسرے کی اصلاح کا خیال نہ رکھو گے۔ تو شیطان اس کے ذریعہ تم کو گمراہ کرے گا۔ کیونکہ وہ شیطان کے دھوکہ میں آجائیگا۔ اور تم اس کے دھوکہ میں آجاؤ گے۔ پس جو کچھ خود سیکھو۔ دوسروں تک پہنچاؤ۔ اور ان کو بھی سکھاؤ۔

خاکسار غلام نبی

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی نہایت درد مندانہ درخواست دعا

سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ بیگم حضرت نواب محمد علی خان صاحب تحریر فرماتی ہیں۔ کہ جس روز سے نواب صاحب شملہ سے واپس آئے ہیں۔ خون زیادہ سے زیادہ ہی آرہا ہے۔ اور کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ کوئی دوا اثر نہیں کر رہی۔ میری نہایت درد مند دل سے التجا ہے کہ احباب جماعت اور اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائے خاص درد اور التزام سے فرما کر ممنون کریں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اچھوں سے اچھا دیکھنے والے

از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر

ادھر آ۔ نور قرآنی کا جلوہ دیکھنے والے
منور ہے فضائے قادیان انوار رحمت سے

یہی وہ میکدہ عرفان و ایمان و یقین کا ہے
جو ہیں کج فہم و کج فطرت حقیقت آشنا کیوں ہوں

خدا کا نور اے محمود تجھ میں دیکھ لیتے ہیں!
گلہ بینامیوں سے کیا نہ دیکھا نور اگر تیرا

خدا کی خود نمائی کا تماشا دیکھنے والے
ذرا دیکھ آ کے رحمت کا برسنا دیکھنے والے

جہاں سرشار ہو جاتے ہیں مینا دیکھنے والے
حقیقت پا نہیں سکتے ہیں ایسا دیکھنے والے

خدا کے راز داں یہ چہرہ تیرا دیکھنے والے
کہ الٹا دیکھتے ہیں حق کو الٹا دیکھنے والے

خدا کے فضل سے نورِ نبوت ہمنے دیکھا ہے
کہ گوہر ہم ہیں سب اچھوں سے اچھا دیکھنے والے

جلسہ سیرت النبیؐ کے متعلق آخری اعلان

۵ نومبر کو جلسہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قرار پایا ہے۔ احباب جماعت کو بار بار کے اعلانات سے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کی تاکید کی جا چکی ہے۔ اور یہ آخری اعلان ہے۔ جو اس بارے میں کیا جا رہا ہے۔ کوشش کرنی چاہئے۔ کہ جلسہ زیادہ سے زیادہ کامیاب اور بارونق ہو۔

(ناظر دعوت و تبلیغ)

درخواست دعا

میرا عزیز بھائی حمید اللہ خان مدت سے بیمار ہے۔ اور اب کچھ عرصہ سے سرگنگارام ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہے۔ جہاں کرنیل بھروچہ نے اس کا ران کے جوڑ کے پاس دوبارہ اپریشن کیا ہے۔ چونکہ بیماری خطرناک سمجھی گئی ہے اور بہت لمبی ہو گئی ہے۔ اس لئے بزرگان جماعت سے درخواست ہے کہ عزیز حمید اللہ خان کی صحت کیلئے درد دل سے دعا فرما دیں۔

بیگم چودھری سر ظفر اللہ خان ماڈل ٹاؤن لاہور۔

جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا مضمون

اور

مولوی محمد علی صاحب

جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا ایک مضمون جو تحقیق و تدقیق اور اسلوب بیان کے لحاظ سے ایک خاص مضمون ہے دوسری جگہ درج کیا جا رہا ہے۔ اس سے ایک طرف تو یہ ثابت ہے۔ کہ وہ شخص جو آج کل نہایت بے باکی کے ساتھ جماعت احمدیہ کے امام اور پیشوا کے خلاف بدزبانی بدگوئی اور الزام تراشی میں حد سے بڑھا ہوا ہے۔ اس کی اپنی حالت کیا ہے۔ اور وہ قرآن کریم کی خود پیش کردہ تعلیم پر کہاں تک عامل ہے۔ اور دوسری طرف ان لوگوں کی آنکھیں کھول دینے والا ہے۔ جو مولوی محمد علی صاحب کے دامن سے ابھی تک محض اس لئے وابستہ ہیں۔ کہ وہ مفسر قرآن اور خادم اسلام ہیں انہیں دیکھنا چاہیئے اور بالکل غیر جانبدار ہو کر اور خدا کے خوف کو دل میں جگہ دے کر دیکھنا چاہیئے۔ کہ مولوی صاحب کی نگاہ میں اپنی تفسیر القرآن کی کیا قدر و منزلت ہے۔ اور اپنے عملی نمونہ سے اسلام کی کوئی خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ یا اسلام کو بدنام کر رہے ہیں۔ جو شخص اپنی ہی تفسیر القرآن کو اپنی عملی زندگی میں بالائے طاق رکھ دینے سے ذرا دریغ نہیں کر رہا۔ اور نہ صرف خود تسلیم کردہ بلکہ اعلان کردہ احکام قرآن کریم کی اس بے باکی سے خلاف ورزی کرتا ہے۔ ایسے مفسر قرآن سمجھنا اور اس وجہ سے اسے کچھ بھی وقعت دینا قطعاً فضول اور خدا تعالیٰ کے حضور مجرم بننا ہے۔

جو لوگ اس غلطی میں مبتلا ہیں ان کے لئے جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے سالہا سال سے تجربہ اور غور و فکر اور تحقیق و تدقیق کے بعد ایک ایسی مشعل راہ پیش کر دی ہے۔ کہ اب کوئی بھی مشکل باقی نہیں رہ سکتی۔ اور کوئی روک راستہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔

پس وہ غیر مبایعین جنہوں نے محض خدا تعالیٰ کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا۔ اس کے لئے بڑی بڑی تکالیف اٹھائیں۔ اور قربانیاں کیں۔ اپنے عزیز ترین رشتہ داروں سے علیحدگی اختیار کی۔ انہیں اب بھی ذاتی تعلقات اور میل ملاقات کو پرِ پشہ جتنی وقعت بھی نہیں دینی چاہیئے۔ اور مذکورہ بالا مضمون میں درج شدہ ایک ایک بات مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں پیش کر کے بڑے ادب کے ساتھ عرض کرنا چاہیئے۔ کہ مولانا صرف اتنا فرما دیجئے۔ کہ آپ کی رقم فرمودہ تفسیر القرآن اور آپ کے عمل میں اتنا بڑا تضاد اور تخالف کیوں ہے۔ کیا قرآن کریم کی تعلیم ہی قابل عمل نہیں۔ یا تفسیر القرآن لکھ دینے کے بعد آپ تعلیم قرآن پر عمل کرنے کے مکلف نہیں رہے۔ اور اب آپ کو آزادی مل گئی ہے کہ اسلام کے کسی حکم پر عمل کرنا آپ کے لئے ضروری نہیں۔ اگر مولوی صاحب یہ ثابت کر دیں۔ کہ کوئی تضاد نہیں۔ تو ان سے دوسری عرض یہ کیجئے۔ کہ پھر مہربانی کر کے خان بہادر صاحب موصوف جو ایک لمبے عرصہ تک آپ کے بڑے معتمد اور راز دان رہ چکے ہیں۔ ان کی ایک ایک بات کا جواب دیجئے۔ اور اخبار میں شائع کرائیے۔ لیکن اگر مولوی صاحب اس کے لئے تیار نہ ہوں اور ہمارا دعوےٰ ہے کہ قطعاً تیار نہ ہوں گے بلکہ بہت ممکن ہے۔ کہ مذکورہ بالا مضمون میں درج شدہ باتیں پیش کرنے کے لئے ان کی خدمت میں جو اصحاب حاضر ہوں جناب مولوی صاحب اپنی روایات کے مطابق ان کی خاص تواضع کر دیں۔ تو سمجھ لیجئے۔ کہ مولوی صاحب کی عملی زندگی اسلام سے اسی طرح دور ہے۔ جس طرح ان کی زبان احمدیت کے خاص مسائل کا اعتراف کرنے سے۔ اور ایسے شخص کی رفاقت اختیار کرنا دیدہ دانستہ اپنی آخرت کو تباہ کرنا ہے۔

اس سلسلہ میں ہم ایک اور بات بھی کہنا چاہتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ کچھ عرصہ ہوا مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رازداروں کے کچھ رازہائے درون پردہ کا ذکر ایک راز دان کی طرف سے جب "الفضل" میں آیا۔ تو مولوی صاحب کو سر سے پاؤں تک ایک آگ سی لگ گئی۔ پہلے تو انہوں نے کئی ہزار روپیہ حرجانہ ادا کرنے اور معافی مانگنے کا نوٹس دیا۔ اور اس کی تعمیل نہ ہونے کی صورت میں مقدمہ دائر کرنے کی دھمکی دی۔ لیکن پھر یونہی خاموش ہو گئے اور دوسروں سے "الفضل" پر دعوےٰ دائر کرا دیا۔ گو اس دعوےٰ کو بھی پایۂ تکمیل تک نہ پہنچایا گیا۔ اور ابتداء میں ہی دست برداری دے دی گئی۔ لیکن شور تو بہت کچھ مچایا۔ اب جناب خان صاحب نے اپنے مضمون میں جو کچھ بیان فرمایا۔ اس سے پہلے شائع شدہ مضمون کو کوئی نسبت ہی نہیں۔ یہ مضمون بہت زیادہ واضح اور بہت زیادہ امور پر مشتمل ہے۔ اس میں وہ باتیں بھی موجود ہیں۔ جن کی بناء پر مولوی صاحب نے "الفضل" پر دعوےٰ دائر کرایا۔ اور کئی ہزار حرجانہ کا مطالبہ فرمایا تھا۔ اور ان کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے۔ پھر یہ سارے کا سارا مضمون مولوی صاحب کی خاص ذات سے تعلق رکھتا ہے۔

ان حالات میں کیا مولوی صاحب اب بھی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے کی جرأت کریں گے یا خاموش ہو کر رہ جائیں گے۔ ہم خان بہادر صاحب موصوف کے بیان فرمودہ امور کے جواب سننے کے بے حد خواہشمند ہیں۔ خواہ وہ جواب مولوی صاحب اپنے اخبار کے ذریعہ دیں یا عدالت میں حاضر ہو کر۔

تشہد میں سبابہ انگلی کو کھڑا کرنے کی حکمت

از حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب

ایک عزیز نے پوچھا ہے کہ التحیات میں تشہد پڑھتے وقت انگلی کیوں کھڑی کی جاتی ہے؟ جواباً عرض ہے کہ نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے معانی سے تو لوگ واقف ہیں۔ لیکن حرکاتِ نماز کے معانی سے اکثر لوگوں کو لاعلمی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح علیہما السلام نیز بعض اور بزرگوں نے بعض حرکات نماز کی تشریحیں کی ہیں۔ مگر یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ ہر حرکت اور سکون کی وجہ ہم میں سے ہر ایک کو معلوم ہو۔ جب بڑے بڑے ارکان نماز کی معقولیت ہم پر واضح ہو گئی۔ تو یقین کر لینا چاہیئے کہ باقی حرکات بھی اسی طرح کوئی حکمت رکھتی ہوں گی مثلاً نماز میں قبلہ رخ ہونے سے یکسوئی اور دنیاوی علائق سے پیٹھ پھیر لینا۔ اور رو بخدا ہو جانا مراد ہے۔ اور تکبیر کے وقت کانوں کو ہاتھ لگانے سے توبہ اور دنیا سے قطع تعلق مراد ہے۔ اور ہاتھ باندھنے یہ مراد ہے کہ میں بندہ ہوں۔ میرے ہاتھ اور اعضاء سب بندھے ہوئے ہیں۔ اور میں بغیر خدا کی مدد کے کچھ نہیں کر سکتا۔ یا خدا کی درگاہ میں دست بستہ باادب کھڑا ہوں۔ اور رکوع و سجود سے تعظیم کا کمال اور عشق عبودیت مراد ہے اور قعدہ سے مطلب یہ ہے کہ میں دھرنا مار کر خدا کی چوکھٹ پر بیٹھ گیا۔ اسی طرح تشہد پڑھتے وقت جب بندہ یہ کہتا ہے۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا کے سوا میرا کوئی محبوب اور معبود نہیں تو قدرتاً وہ اپنے جوش میں غیر اللہ کی نفی عبادت بھی کرتا ہے۔ اور اس گواہی کے وقت گویا تاکید کے لئے وہ اپنی انگلی اٹھاتا ہے جس طرح تاکیدی تقریر یا عہد یا بات کرتے وقت لوگ عام طور پر اپنی سبابہ سے اشارہ کیا کرتے ہیں۔ اور آپ نے اکثر لوگوں کو لیکچر دیتے وقت اپنی انگلی کو پبلک کی طرف چلاتے دیکھا ہو گا۔

پس یہ حرکت توحید کے اظہار کی تاکید کے لئے ایک نشان ہے۔ اسی طرح ایک دوسرے معنی بھی اس حرکت کے بیان کئے گئے ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ کہ نمازی کلمہ شہادت کے وقت اپنی سبابہ کو شیطان سے بیزاری کے اظہار کے طور پر حرکت دیتا ہے۔ جیسے بعض لوگ جب آپس میں لڑتے ہیں تو اپنی عداوت کا اظہار نہ صرف سخت الفاظ سے کرتے ہیں۔ بلکہ اپنی حرکات سے بھی کرتے ہیں۔ اور انگشت شہادت کا نام اسی لئے سبابہ رکھا گیا ہے۔ کہ وہ طعن و تشنیع کے اشارہ کے لئے مخصوص ہے اور اردو فارسی میں بھی انگشت نمائی کا لفظ اسی سب و شتم کے معنے کو ظاہر کرتا ہے۔ یعنی ہم توحید کا اعلان اپنے دل اور زبان اور انگلی سے کر کے شیطان کو جو شرک سکھاتا ہے۔ گالی دیتے اور بُرا کہتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے دل میں کلمہ شہادت کو راسخ کرتے ہیں۔ اور شیطان کی نفرت اپنے قلب میں بٹھاتے ہیں۔ تیسری حکمت انگلی اٹھانے میں یہ ہے۔ کہ کلمہ توحید پڑھتے وقت مومن نہ صرف اپنی زبان سے خدا کو ایک کہتا ہے۔ بلکہ اپنی انگشت شہادت اٹھا کر عملی طور پر بھی اس کے واحد ہونے کی طرف اشارہ کر دیتا ہے۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مولوی محمد علی صاحب اپنے ترجمہ اور تفسیر القرآن کی روشنی میں

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس — توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر مے کنند

از جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب

Digitized By Khilafat Library Rabwah

(۱)

مولوی محمد علی صاحب کو قریب سے دیکھنے کا نتیجہ

مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ترجمۂ قرآن مجید (حمائل) کے صفحہ ۸۰۰ نوٹ (۲) میں لکھا ہے، کہ "جہاں اپنی خواہش کا معاملہ ہوتا ہے وہاں خدا کا کلام بھی بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے"۔

واقعی اسلامی دنیا کا آجکل یہی نقشہ ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ لیکن سب سے زیادہ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ خود توبہ فرمایاں اور مفسر قرآن بھی اس حالت سے مستثنیٰ نظر نہیں آتے۔ یوں تو مولوی صاحب کی جماعت سے میرا تعلق قریباً ۳۰ سال تک رہا ہے۔ یعنی ۱۹۱۴ء سے ۱۹۴۲ء تک لیکن ۱۹۴۰ء سے پہلے مجھے انہیں زیادہ قریب سے دیکھنے کا موقعہ نہیں ملا۔ جبکہ میں کئی سال بسلسلہ ملازمت لاہور سے باہر رہنے کے بعد مسلم ٹاؤن میں مولوی صاحب کے قرب میں آکر رہنے لگا۔ اس عرصہ میں میں نے مولوی صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ کو حرف بحرف درست پایا۔ کہ "جہاں اپنی خواہش کا معاملہ ہوتا ہے۔ وہاں خدا کا کلام (بلکہ اپنا فتویٰ اور حکم) بھی بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے"۔

آج کی صحبت میں اسی موضوع پر کچھ عرض کیا جاتا ہے:-

سورۃ الزخرف کی ایک آیت کی تفسیر

(۱) سورۃ الزخرف رکوع ۲- آیت ۳۳- کی تفسیر کرتے ہوئے اپنے ترجمۂ قرآن کے صفحہ ۸۶ ۷ پر مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں۔

"آج اس آیت کی سچائی کس قدر عیاں ہو رہی ہے۔ کہ یورپ کی کافر قوموں کو اللہ تعالےٰ نے کچھ وافر حصہ مال دنیا سے دیا۔ تو کس طرح پر سب لوگ، اس کی پیروی کر کے مال دنیا کے حصول پر ہی گر گئے۔ اور شب و روز ہر ایک کو یہی فکر ہے کہ اس کا گھر نہایت خوبصورت بن جائے اور اس میں بیش قیمت سامان ہو۔ اس ہوس نے آج دنیا کو اخلاق فاضلہ کے لئے قدم اٹھانے سے محروم کر دیا ہے۔ ہاں یہ چیزیں اپنی ذات میں بُری بھی نہیں۔ لیکن ان کو مطلوب اور مقصود بنا لینا انسان کو اپنے مقصود حقیقی سے محروم کر دیتا ہے"۔

بعض ضروری فقروں کے اوپر میں نے خط کھینچ دیئے ہیں۔ کیونکہ ان کا اس مضمون سے خاص تعلق ہے۔ اس نوٹ میں مولوی صاحب نے یورپ کی کافر قوموں کی پیروی میں مالِ دنیا کے حصول کیلئے تگ و دو۔ اپنے گھر کو نہایت خوبصورت بنانے۔ اور اس میں بیش قیمت سامان رکھنے کے خلاف آواز اٹھائی ہے۔ اس لئے کہ ایسی باتوں سے اخلاقِ فاضلہ کا ستیاناس ہو جاتا ہے اور انسان اپنے مقصود حقیقی یعنی راست بازی سے محروم ہو جاتا ہے

ذوق آرائش

مگر یہ الفاظ مولوی صاحب نے ۱۹۲۹ء میں لکھے تھے۔ جبکہ وہ احمدیہ بلڈنگس میں ایک چھوٹے سے مکان میں جو مسجد کے قریب واقعہ ہے۔ رہا کرتے تھے۔ آج صورت اور ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے وہ اب مسلم ٹاؤن میں مغربی وضع کی ایک عالیشان کوٹھی میں جو مغربی طرز پر ساز و سامان سے آراستہ ہے۔ اور جس کو بعض غیر احمدی دوست واشنگٹن کے وائٹ ہاؤس (جس میں مسٹر روز ولٹ پریذیڈنٹ ممالک متحدہ کی رہائش ہے) کے نام سے پکارا کرتے ہیں۔ بود و باش رکھتے ہیں۔ اسی قسم کی ایک کوٹھی اپر بکروٹہ ڈلہوزی میں بھی موجود ہے۔ جو مولوی صاحب کے موسم گرما کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ ہر دو کوٹھیاں مولوی صاحب نے خود اپنی نگرانی میں بنوائیں۔ اور خود آراستہ کیں۔ جن احباب کو حضرت مولانا سے فخرِ تقرب حاصل ہے۔ وہ ان خوبصورت کوٹھیوں اور ان کے بیش قیمت سامان کی تفصیلات سے بخوبی واقف ہیں۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں ۱۹۴۲ء کا ذکر ہے کہ میں نجیال تبلیغ اپنے ایک نوجوان دوست پروفیسر شیخ نجم الدین عزیز گورنمنٹ کالج لاہور کو حضرت مولوی صاحب کے دولتکدہ واقعہ مسلم ٹاؤن لے گیا۔ اتفاق سے ملاقات ڈرائنگ روم میں ہوئی۔ جو مغربی وضع پر بیش قیمت ساز و سامان سے آراستہ تھا۔ کچھ دیر گفتگو کے بعد جب پروفیسر صاحب رخصت ہوئے۔ تو انہوں نے کچھ طنز آمیز لہجہ میں کہا۔ کہ مولوی صاحب کا Aesthetic Taste (ذوقِ آرائش) تو بہت اعلےٰ ہے۔ یہ کہہ کر وہ دوست چلے گئے۔ ادھر کبھی مولوی صاحب کے قریب نہیں آئے۔ کچھ چندہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ وہ بھی کبھی ایفا نہ ہوا۔

غربا سے سلوک اور عام اخلاق

مجھے اس بات میں مولوی صاحب سے کلی اتفاق ہے۔ کہ یہ چیزیں انسان کے اخلاق فاضلہ کو بالکل تباہ کر دیتی ہیں چنانچہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جو لوگ مغربی وضع کی کوٹھیوں اور ساز و سامان سے زیادہ وابستہ ہیں۔ وہ غربا، اور عوام الناس سے ملنا جلنا خلافِ شان سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حضرت مولانا مکرم بھی اس مرض سے نہیں بچے چنانچہ مولانا کے نمونہ کی بدولت ان کی اپنی جماعت دو طبقوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ ایک امراء کا طبقہ ہے۔ دوسرا غربا کا۔ امراء کے طبقہ کو حضرت مولانا سے ممکن ہے کوئی شکایت نہ ہو۔ مگر غرباء کے طبقہ کو ضرور احساس ہے کہ مولوی صاحب اس کے ساتھ وہ سلوک نہیں کرتے جو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ غربا کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ میں اس کی نام بنام بہت سی مثالیں بتلا سکتا ہوں۔ مگر ڈرتا ہوں۔ کہ ایک تو وہ دوست مشیت ایزدی کے باعث غریب ہونے کی وجہ سے پہلے ہی تکلیف میں ہیں۔ لیکن ان پر اور عتابِ امارت نہ نازل ہونے لگے۔ ایک موٹی بات کا تو سب کو علم ہے۔ عرصہ دو تین سال کا ہوا۔ حضرت مولانا کی بچی کی شادی کی تقریب تھی۔ برات ملک کرم الٰہی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر انہار کے لڑکے کی تھی مولوی صاحب نے وزرائے گورنمنٹ اور امراء کو تو دعوت پر بلایا۔ لیکن ان کے اخلاق فاضلہ نے ان کو یہ اجازت نہ دی۔ کہ اپنی جماعت کے غریب احباب اور دفتر کے کم تنخواہ والے کارکنوں کو جو ان کی رات دن خدمت کرتے ہیں بھی اپنی میز پر کھانا کھانے کا شرف بخشیں۔ اپنے ذاتی تلخ تجربہ کا بھی ایک واقعہ یاد آگیا۔ میں ابھی انجمن کا سیکرٹری تھا۔ اکتوبر کا مہینہ تھا۔ مولوی صاحب اپنے موسم گرما کے ہیڈ کوارٹر ڈلہوزی سے تشریف لائے۔ شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری جوان دنوں مسلم ٹاؤن میں ایک موسمی تبلیغی کلاس کے انچارج تھے۔ مولوی مرتضیٰ خان صاحب مبلغ انجمن اور چوہدری فضل حق صاحب جو مولوی صاحب کے عزیز ہیں۔ اور انجمن کی کتابوں کی فروخت کے سول ایجنٹ ہیں۔ مجھ سے پہلے برآمدہ وائٹ ہاؤس مسلم ٹاؤن یعنی کوٹھی مولوی صاحب پر موجود تھے جبکہ میں حاضر ہوا۔ کافی دیر تک انتظار کیا گیا۔ مگر حضرت مولوی صاحب موصوف کئی دفعہ اطلاع بھیجنے کے باوجود تشریف نہ لائے۔ آخر اس مغربی وضع کے سلوک سے تنگ آکر میں تو یہ کہہ کر واپس چلا آیا۔ کہ مجھ سے یہ ذلت برداشت نہیں ہو سکتی۔ اور وہ دوست وہیں بیٹھے رہے۔ خدا جانے کب باریابی ہوئی۔ انہی ایام کا ذکر ہے۔ انجمن کے کارکنوں کی ترقیوں کا معاملہ حضرت مولوی صاحب کے حضور پیش تھا۔ مولوی صاحب نے دو اعلےٰ کارکنوں کو ایک ذاتی رنجش کی وجہ سے نہ کہ کام خراب ہونے کی وجہ سے ترقی دینی نہ چاہی۔ میں نے بحیثیت ناظر امور عامہ ہر چند کوشش کی۔ مگر بے سُود آخر وہ کارکن حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں خود حاضر ہوئے۔ انہوں نے واپسی پر بعد افسوس ظاہر کیا۔ کہ مولانا نے ان کے ساتھ وہی سلوک کیا۔ جو کہ ایک انگریز اپنے ماتحت کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ حالانکہ انجمن ایک اخلاقی ادارہ ہے سرکاری کارخانہ نہیں۔ مولوی عبد الواجد صاحب بی۔ اے۔ ایک ہونہار نوجوان متعلم تبلیغی کلاس بھی یہی رونا روتا ہوا تبلیغی کلاس کو چھوڑ کر اور جگہ چلا گیا۔ وہ دونوں کارکن بھی تبلیغ کے مقدس کام کو چھوڑ کر علیحدہ ہونیوالے تھے۔ کہ طبقہ امراء کے بعض احباب کو خبر ہو گئی۔ اور انہوں نے سنبھال لیا۔ ان میں سے ایک اس وقت لائل پور اور دوسرے دہلی میں کار تبلیغ انجام دے رہے ہیں۔ اگر کوئی بڑے عہدہ اور تنخواہ والا پوزیشن کا مالک مولوی صاحب کو ملنے آئے۔ تو مولوی صاحب اس کی بلائیں لینے سے بھی نہیں رُکتے۔ لیکن اگر وہ غریب احمدی ہو۔ تو بیٹھنے کی اجازت تو کجا۔ کھڑے کھڑے برآمدہ میں ملاقات بھی مشکل ہوتی ہے۔ اور مولوی صاحب کی بدمزاجی اور غریب عملہ انجمن پر سختی تو ضرب المثل بن چکی ہے ؎

در نظر ہمچو گوسفند سلیم
در قضا ہمچو شیر مردم در

سورہ احقاف کی ایک آیت کی تفسیر

(ب) نوٹ نمبر ۲ تفسیر آیت نمبر ۲۰۔ سورہ احقاف صفحہ ۷-۸ ترجمہ قرآن۔ مولوی صاحب لکھتے ہیں۔

"صُلحاء کی زندگی میں نمونہ یہی پایا جاتا ہے۔ کہ وہ دنیوی لذات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ سادہ غذا، سادہ لباس، سادہ مکان پر ہی گذارہ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی سچ ہے۔ کہ بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ چاروں طرف لذاتِ دنیوی کے لئے ایک جنون سا لوگوں کی طبائع پر غالب ہے۔ صُلحاء کی زندگی کی طرف رجوع کرنا سب سے پہلی ضرورت ہے"۔

326

مولوی محمد علی صاحب کی "سادہ غذا"

دنیوی لذات کی گو مولوی صاحب نے علیحدہ تفسیر نہیں کی۔ مگر سادہ غذا۔ سادہ لباس۔ سادہ مکان کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ مولوی صاحب کی مراد کیا ہے۔ اب دیکھنا ہے کہ صلحا کی سادہ زندگی کی طرف رجوع کرنے کی سب سے پہلی ضرورت کی طرف حضرت مولانا خود کس طرح رجوع فرماتے دکھائی دیتے ہیں۔ سادہ مکان اور اس کے اثرات کا کچھ حال تو آپ پہلے دیکھ چکے ہیں۔ سادہ غذا اور سادہ لباس کے متعلق عرض ہے کہ تازہ مچھلی۔ انڈے۔ چوزہ اور مرغ مچھلی اور شکار۔ پھل خشک اور تر دونو حضرت مولانا کی مرغوب غذا ہے۔ جو وہ بالعموم تناول فرماتے ہیں اسلئے حضرت نے ایک مختصر سی ڈائری (دودھ اور مکھن کے لئے) اور پولٹری (انڈہ مرغی کے لئے) کا خاص اہتمام کر رکھا ہے۔ پھل اور سبزی اور ترکاری کا بھی خاص انتظام ہے۔ مولوی صاحب کا باورچی جو دراصل انجمن کی طرف سے ایک چپڑاسی کے بجائے رکھا جاتا ہے۔ بتلا سکتا ہے کہ دن میں بریکفاسٹ۔ ڈنر۔ لنچ اور سپر پر کیا کیا انتظام ہوتا ہے۔ غریب لوگ دین کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب کا کوئی باورچی یا ملازم کبھی احمدی نہیں ہوا۔ وہ بے چارا احمدی کیوں کر ہو سکتا ہے جب اس کے سامنے لبیادہ اور خوش خوری کا یہ نمونہ ہو۔ ایک تازہ واقعہ ہے۔ مرحوم مولوی بہادر یار جنگ اپنی موت سے پہلے جب آخری مرتبہ لاہور تشریف لائے۔ تو مولوی صاحب نے ان کو چائے پر بلایا۔ ایک دوست کا بیان ہے کہ تھی تو وہ نام کو چاء مگر تھی اس قدر پُر تکلف اور ایسے کورس پر مشتمل کہ مرحوم مغفور نے بھی حضرت مولانا کے اس پُر تکلف رویہ کو بنظر استحسان نہیں دیکھا۔ بلکہ اس پر اظہار تعجب کیا۔

"سادہ لباس"

سادہ لباس کی نسبت عرض ہے کہ بظاہر حضرت مولانا خود سادہ لباس پہنے نظر آتے ہیں۔ مگر اصل حالت یہ نہیں۔ اس کے متعلق ایک تو میرا اپنا مشاہدہ ہے۔ خان بہادر قبلہ میاں غلام رسول صاحب کی لڑکی کی شادی کی تقریب پر بمقام جھنگ راقم الحروف اور حضرت مولانا دونوں اتفاق سے ایک ہی کمرہ میں ٹھہرے۔ دسمبر کا مہینہ تھا۔ سردی زوروں پر تھی۔ ہم دونوں سادے چار پائی پر تھے۔ جب سونے کا وقت آیا۔ تو خوش قسمتی سے میری نظر مولانا کے جنتی نعمت ذخیرے بستر پر جو ان کی خوشنما رضائی پر پڑی۔ جو ریشمی کپڑا کی تھی۔ اور اس پر پھولدار شکل بنی ہوئی تھی۔ ریشمی کپڑا تو خیر۔ مولوی کی تصویر دیکھ کر مجھے خیال ہوا کہ کیا ہوا۔ مولانا ستر سالہ بزرگ ہیں۔ مگر دل تو جوان رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ ادائیں جوانی سے زیادہ مناسبت رکھتی ہیں۔ مگر سہ

وقت پیری شباب کی باتیں

ایسی ہیں جیسے خواب کی باتیں

خیر یہ تو جملہ معترضہ ہے۔ ایک اور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ جو انجمن کے ریکارڈ میں ایک مبلغ کی ڈائری میں درج ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔

"کپڑا جو مولوی عبدالحق صاحب کے ہاتھ بھیجا تھا۔ اس کے متعلق ایک غلط بات لکھی گئی۔ یہ کپڑا ہے تو اورنگ آباد کا۔ لیکن ہاتھ کا بنا ہوا نہیں۔ ایک مسلمان سیٹھ نے اورنگ آباد میں ریشمی کپڑے کی بہت بڑی مل قائم کی ہے۔ اسی کا یہ کپڑا ہے۔ ہاتھ کا بنا ہوا بہت کمیاب ہے۔ اس کا بھی انتظام کر رہا ہوں۔ مہیا ہونے پر انشاءاللہ پیش کروں گا۔"

انجمن کے ایک تنخواہ دار کارکن اور مبلغ کی اس تحریر سے ظاہر ہے کہ حضرت مولانا کو نیاب کی بجائے اورنگ آباد کا اور ریشمی اور ہاتھ کا بنا ہوا۔ اور کمیاب کپڑا زیادہ پسند ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ شائد مولانا کو سودیشی سے کچھ رغبت ہو۔ مگر سودیشی تحریک سے مولانا کو جو ذاتی نفرت ہے اس سے میں بخوبی واقف ہوں۔ یہ نہیں۔ یہ دنیوی لذات کا ایک کرشمہ ہے۔ ورنہ دنیوی لذات کے سر پر کیا سینگ ہوتے ہیں۔

مولانا کے ایک عزیز

تحریر مندرجہ بالا حضرت مولانا کے ایک عزیز شیخ انعام الحق صاحب کے قلم کی ہے۔ جو حیدرآباد میں فریضہ تبلیغ انجام دے رہے ہیں۔ ان کا اس مشن پر تقرر اب تک تعجب اور شک کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ تعجب تو اس لئے کہ شیخ صاحب خود اپنی ڈائریوں میں جو ہیں نے خود دیکھیں اور انجمن کے ریکارڈ میں موجود ہیں۔ لکھتے رہے ہیں کہ وہ نہ تو عالم ہیں اور نہ ہی واعظ، اور مباحثہ کے قابل۔ شک اسلئے چلا جاتا ہے کہ تجویز جو اجلاس میں ہوئی یہ تھی۔ کہ کلکتہ۔ بمبئی۔ اور دہلی میں تبلیغی مشن کھولے جائیں۔ حیدرآباد کے مشن کے متعلق نہ تو کوئی تحریک تھی اور نہ ہی تجویز میں ذکر تھا۔ اس دن کی کارروائی کا رجسٹر دفتر انجمن ہی میں موجود ہے۔ جس دوست کو اطمینان کی ضرورت ہے۔ وہ دفتر میں جا کر رجسٹر دیکھ کر خود تسلی کر سکتے ہیں۔ اس تجویز میں حیدرآباد اور شیخ انعام الحق صاحب کا کہیں ذکر نہ پائیں گے۔ انجمن کے اجلاس کے فیصلے ان دنوں جبکہ شیخ انعام الحق صاحب کا حیدرآباد میں تقرر ہوا۔ بعض وقت بعد میں لکھے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ فیصلہ میں اس کا نام اور حیدرآباد کا ذکر موجود ملے گا۔ یہ کس طرح ہوا؟ مجھے معلوم نہیں کیونکہ میں اس وقت سکرٹری نہ تھا۔ بعد میں میں نے مشکوک حالات دیکھ کر اس معاملہ کو اٹھایا۔ انجمن نے فیصلہ بھی کیا کہ چند ماہ تک شیخ صاحب کو واپس بلا لیں گے لیکن وہ اب تک وہیں موجود ہیں۔ جہاں تحائف قبول کرنے کی عادت ہو۔ وہاں ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔

لباس کے متعلق اندرونی حالات اور بھی شرمناک ہیں۔ اس لئے ان کو چھوڑتا ہوں۔ ممبران انجمن کو اپنی اپنی جگہ اس کا بخوبی علم ہے۔ اور ان کے گردونواح میں اس کا کافی چرچا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کے بعد مولوی صاحب کی جو عزت ابتدائی زمانہ میں تھی۔ وہ اب برائے نام اور زمانہ سازی کے طور پر رہ گئی ہے۔ اور حقیقت سے خالی ہے۔ ان باتوں پر روشنی ڈالنے سے میرا اس سے زیادہ اور کچھ مدعا نہیں۔ صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مولوی صاحب کے اپنے الفاظ میں کسی راستباز کی زندگی میں یہ نظر نہیں آتا۔ کہ اس کے دل میں یہ آرزو ہو۔ کہ رہنے کو آراستہ محل ملے۔ کھانے کو اعلیٰ درجہ کی چیزیں۔ اور پہننے کو فاخرہ لباس ہو" (تفسیری نوٹ نمبر ۲۔ آیت نمبر ۱۰ سورۃ الزخرف ص۹۱۷ ترجمہ قرآن مولوی محمد علی صاحب) احباب جماعت احمدیہ اشاعت اسلام لاہور للہ غور فرمائیں۔ کہ کیا ان حالات میں مولوی صاحب راستباز کہلانے کے بھی مستحق ہو سکتے ہیں۔؟

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حفاظت خلفاء کا انتظام اور سُنّت نبوی

ہم یقین رکھتے ہیں کہ حافظ و ناصر اللہ ہی ہے۔ مگر اسی نے خذوا حذرکم کا حکم دیا ہے۔ اسلئے ہم اپنی انفرادی و اجتماعی محبوب چیزوں کی حفاظت کا انتظام کرتے ہیں۔ شعائر اللہ کی تعظیم و توقیر کرنا تقویٰ کی بنیادی اینٹ ہے۔ انبیاء اور ان کے خلفاء اللہ کے شعائر میں سے ہوتے ہیں۔ سچے مومن ہمیشہ اپنی طاقت اور مقدور کے مطابق ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ کسی منافق یا دشمن سلسلہ کے اس کار خیر کو "پیر پرستی" کہہ دینے سے جماعت مومنین اپنے فرض سے غافل نہیں ہو سکتی اور نہ اسے ہونا چاہیئے۔

بخاری شریف میں کتاب الشروط اور باب الشروط فی الجہاد و المصالحۃ مع اھل الحرب و کتابۃ الشروط میں واقعہ صلح حدیبیہ کے متعلق ایک لمبی حدیث مروی ہے۔ جس میں ذکر ہے کہ حضرت عروہ بن مسعود الثقفی جو اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے۔ قریش کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معاہدہ کرنے یا حضورؐ کا عندیہ معلوم کرنے آئے۔ اور جب اسلامی لشکر میں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے باتیں کر رہے تھے۔ اس وقت حضور کی حفاظت کے لئے ایک صحابی مامور تھے۔ لکھا ہے:۔ والمغیرۃ بن شعبۃ قائم علی رأس النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ السیف وعلیہ المغفر۔ کہ اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے سر پر تلوار لئے اور اپنے سر پر خود پہنے بغرض حفاظت کھڑے تھے۔ اس حصہ حدیث کی شرح میں علامہ کرمانی تحریر فرماتے ہیں:۔

وفیہ ان اقامۃ الرئیس الرجال علی رأسہ فی مواضع الخوف جائز والمنھی ھو الذی یفعل کبرًا وجبروتًا (شرح الکرمانی جلد ۱۲ ص۱۹ مطبوعہ مصر)

کہ اس حدیث نبوی سے ثابت ہوا۔ کہ خوف یا خطرہ کے موقعہ پر امام یا سردار کچھ لوگوں کو اپنے سر پر حفاظت کے لئے مقرر کر سکتا ہے اس بارے میں ممنوع صرف یہ ہے کہ ایسا طریق کبر اور بڑائی کے خیال سے اختیار کیا جائے۔

اس حدیث اور شرح حدیث سے واضح ہے کہ جب کسی زمانہ یا مکان میں نبی یا اس کے خلیفہ کے لئے کسی قسم کا خطرہ ہو تو مومنوں کا فرض ہے۔ کہ حفاظت کا پورا پورا انتظام کریں۔ جس خدا نے واللہ یعصمک من الناس کا وعدہ فرمایا تھا اسی کا حکم ہے کہ خذوا حذرکم

پس حفاظت خلفاء کا انتظام عین سنت نبوی اور طریق صحابہ ہے۔ اس پر اعتراض کرنا روح دین سے ناواقفیت کی علامت ہے۔

خاکسار:۔ ابوالعطاء جالندھری

انصار اللہ کو کیا کرنا چاہیئے

خلاصہ تقریر جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب قائد تعلیم و تربیت جو انہوں نے جلسہ انصار منعقدہ ۲۵ اکتوبر مسجد محلہ دارالفتوح قادیان میں فرمائی:-

Digitized By Khilafat Library Rabwah

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے جو افراد جماعت احمدیہ کو عمل کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ یعنی لجنہ اماء اللہ اطفال احمدیہ۔ خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ۔ ان میں سے ہم کو انصار کا نام دیا گیا ہے۔ بہت پیارا اور بہت ہی معزز نام ہے۔ مگر ہمیں صرف نام پر ہی خوش نہیں ہو جانا چاہیئے۔ بلکہ کام کے ذریعہ سے اپنے آپ کو اس نام کے مستحق ثابت کرنا چاہیئے۔

انصار اللہ کے معنی ہیں اللہ کے مددگار۔ اللہ تعالیٰ کو تو کسی مدد امداد کی ضرورت نہیں۔ مگر ان لوگوں کو جو دینی خدمت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انصار اللہ کے نام سے یاد فرمایا ہے۔ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ہم کو دین کی خدمت کے مواقعات میسر آتے ہیں۔ اور اسکی توفیق ملتی ہے۔ پھر بہ خصوصیت احمدی جماعت کو ہی حاصل ہے۔ کہ اس کا ایک بیدار مغز واجب الاطاعت امام موجود ہے۔ بیت المال ہے۔ تنظیم ہے۔ جس کے ذریعہ سلسلہ احمدیہ کی طرف سے دنیا میں تبلیغ دین ہو رہی ہے۔ اور اس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ اس میں حصہ رسدی ہمارا کم و بیش حصہ ہوتا ہے۔ یہ سعادت دوسری کسی قوم کے لوگوں کو حاصل نہیں ہے۔

انصار اللہ کے ہر فرد سے جو یہ مطالبہ کیا جاتا ہے۔ کہ وہ سال میں پندرہ دن نظام کے ماتحت تبلیغ کے لئے دے۔ اس کی طرف مولوی ابوالعطاء صاحب نے توجہ دلائی ہے۔ اس مطالبہ کو ہم میں سے ہر ایک کو پورا کرنا چاہیئے۔ حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں فرمایا ہے۔ کہ ہم لوگوں کو چاہیئے۔ اپنے غیر احمدی رشتہ داروں کے پاس جا کر ان کو اس رنگ میں تبلیغ کریں۔ کہ یا تو ہمیں مسئلہ سمجھا دو۔ یا ہم سے سمجھ لو۔ اور وہاں سے اٹھیں نہیں۔ جب تک صداقت کے قائل نہ کر لیں۔ اگر اس تجویز پر عمل کیا جائے۔ تو بہت مفید نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔

یہ جو کہا گیا ہے۔ کہ انصار کو تبلیغ کے لئے بھیجنے سے قبل ان کو تبلیغ کے لئے تیار کیا جانا ضروری ہے۔ اس پر آگے ہی عمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ اول تو ہر احمدی فرد نے جس رنگ میں اور جس طریق سے احمدیت کو سچا مانا ہے۔ اسی رنگ میں اور اسی طریق کو اپنے ہمعصروں کے سامنے پیش کر سکتا ہے۔ دوسرے دو تین سال سے ہر سال قادیان میں ایک ہفتہ تلقین و تعلیم کا منایا جاتا ہے۔ اس کا منشا بھی یہی ہے۔ کہ ہمارے علماء دوسرے لوگوں کو خاص خاص مسائل کے متعلق دلائل سمجھا دیں۔ اور لکھوا دیں۔ تاکہ وہ لوگ ان دلائل کے ذریعہ تبلیغ کر سکیں۔

علم دین جس قدر بھی حاصل ہو سکے۔ حاصل کرنا چاہیئے۔ مگر علم کے ساتھ عمل کا ہونا بھی نہایت ضروری ہے۔ دینی علم اور فیضان روحانی انہی لوگوں سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ جن کے متعلق متعلم کو حسن ظن اور عقیدت ہو۔ چونکہ علم عمل کے لئے ایک زینہ ہے۔ اس لئے جسقدر علم بھی کسی شخص کو حاصل ہو۔ اسکو چاہیئے۔ کہ وہ اسکو دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔ خود اس پر عمل کرے۔ اور دوسروں سے کرائے۔

انصار اللہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی اصلاح کریں۔ اور خدام و اطفال جو ان کے زیر اثر ہوں۔ انکی نگرانی کرتے رہا کریں۔ خود نمازوں کو التزام کے ساتھ مسجد میں باجماعت ادا کریں۔ وضو گھر سے کر کے جایا کریں۔ تا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ان کو مسجد میں جاتے ہوئے ہر قدم کا زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل ہو۔ مسجد میں جسقدر عرصہ امام کے انتظار میں بیٹھنا ہو۔ اسے تسبیح و تحمید و دیگر ذکر الٰہی میں صرف کریں۔ ہماری مساجد میں خصوصاً جب جمعہ کی نماز کے انتظار میں لوگ بیٹھے ہوں۔ تو ایک شور برپا ہوتا ہے۔ وقتاً فوقتاً اس کے خلاف اعلان کیا جاتا ہے۔ تو اس کا اثر ہوتا ہے۔ خاموشی ہو جاتی ہے۔ مگر بہت ہی قلیل عرصہ کے لئے۔ اس کے بعد لوگ پھر باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اس معیوب عادت کی اصلاح ہونی چاہیئے۔ اپنے گھر والوں کو دین میں چست کرنا۔ نمازوں کے لئے تاکید کرتے رہنا سنت انبیاء ہے۔

نمازوں میں نمازیوں کی حاضری کا رجسٹر میں اندراج ہونا چاہیئے۔ اور انصار اللہ کے ممبران کو نظام کا احترام اس رنگ میں بھی کرنا چاہیئے۔ کہ اگر ان کو کبھی اجتماع کے لئے مسجد میں یا وقار عمل کے لئے کسی میدان میں بلایا جائے۔ تو ٹھیک وقت معینہ پر حاضر ہو جایا کریں۔

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

۷۷۴۸۔ منکہ شیر محمد ولد عبداللہ قوم جٹ پیشہ کاشتکار عمر ۴۱ سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۱۵ء ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۶/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ ہم تین بھائی ہیں۔ کھاتہ مشترکہ ہے۔ اندازاً ۱۲ ر ۱۳ گھماؤں زمین ہے۔ جس میں میرا تیسرا حصہ ہے۔ تیسرے حصہ کے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ ایک کنال زمین قادیان میں دارالعلوم اس کے تیسرے حصہ میں سے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ یعنی میں لم کنال ۱۱ مرلے زمین بھی لی ہوئی ہے۔ اس کے بھی تیسرے حصے میں سے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ گھٹنے والی زمین چھ یا سات سو روپیہ کی ہے۔ وہ

ریلوے مسافروں سے معذرت

افسوس ہے۔ کہ جنگ کے حالات کے نتیجہ میں بجلی کے قمقموں کی شدید قلت کے باعث گاڑیوں کی اندرونی روشنی کو بہت کم کر دیا گیا ہے ریلوے کے ارباب بست و کشاد اس معاملہ میں جو بالکل ان کے اختیار سے باہر ہے۔ مسافروں سے معذرت خواہ ہیں۔ مسافروں کو ان کے اپنے فائدہ کے لئے مشورہ دیا جاتا ہے۔ کہ جہانتک ممکن ہو۔ اپنے پاس بجلی کی ٹارچیں رکھیں۔

آپ کو خبردار کر دیا گیا ہے!

اہل اسلام کے لئے بیس ہزار روپیہ انعام

۲۰۰۰۰

دنیا کی تمام مذہبی اقوام کی کتب سے یہ ثابت ہے۔ کہ جب لوگ اپنے مذہب حقہ کی اصل تعلیم فراموش کر کے گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تو رب العالمین کی طرف سے ایک ربانی مصلح مبعوث کیا جاتا ہے۔ جس کے ذریعہ دین کی تجدید ہوتی ہے۔ اور یہ سلسلہ متواتر جاری رہتا ہے۔ اسلام میں بھی یہ ربانی قانون مسلم ہے۔ جیسا کہ سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ یبعث لھٰذہ الامۃ علے رأس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔ یعنی یقیناً یقیناً اللہ تعالیٰ اس امت کے لئے ہر صدی کے شروع میں ایک ایسے شخص کو مبعوث فرمائیگا۔ جو ان کے لئے ان کا دین تازہ کریگا (ابوداؤد) گذشتہ صدیوں میں ایسے ربانی مجددین کا ظہور برابر ہوتا رہا۔ اس طرح اس صدی میں خدا تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ بہت سے لوگ آپکی جماعت کے عظیم الشان تبلیغی کارنامے دیکھکر یہ کہتے ہیں۔ کہ وہ آپ کو اس صدی کا مجدد ماننے کے لئے تیار ہیں۔ مگر آپ کے دوسرے دعووں کو جھوٹا کہتے ہیں۔ کیا جو شخص اس عالم الغیب کی طرف سے دنیا کی رہنمائی کے لئے مقرر کیا گیا ہو۔ وہ اپنی طرف سے جھوٹے دعوے کر کے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کرنے کی جرأت کر سکتا ہے؟ یہ خیال سراسر غلط ہے۔ ایسے خیال والے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ کیونکہ اس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے باوجود عالم الغیب ہونے کے نعوذ باللہ ایسی سخت غلطی کی کہ اس صدی میں ایک صادق کو مبعوث کرنے کے عوض ایک کذاب کو منتخب کیا۔ نعوذ باللہ۔ اے لوگو! خدا کا خوف کرو۔ اور کچھ تو عقل سے کام لو۔ تم اسی غلط عقیدہ پر اڑے رہو گے۔ اسلئے ہم تم پر حجت پوری کرنے کے لئے یہ چیلنج دیتے ہیں۔ کہ اگر تمہارا یہی خیال ہے۔ تو تمہاری نظر میں اس صدی کا خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث کیا ہوا کون صادق ربانی مجدد ہے؟ اسے پیش کرو۔ اور ہم تم کو بیس ہزار روپیہ دینے کو تیار ہیں۔ ورنہ صحیح بخاری کی یہ حدیث یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ مرتے ہی منکر و نکیر دونوں فرشتوں کی طرف سے یہ پرسش ہوگی۔ کہ تم نے اپنے زمانہ کے ربانی امام کو مانا نہیں۔ ماننے والوں کیلئے جنت ہے۔ اور منکرین کیلئے اسی وقت سے عذاب شروع ہے۔ خدا تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اور حق سمجھنے اور قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا تم بھی ہمارے روحانی بھائی ہو جاؤ۔ پھر ہم سب ملکر دنیا میں تبلیغ اسلام کے کام میں لگ جائیں۔ یہی خدا تعالیٰ نے ہماری زندگی کا مقصد قرار دیا ہے اور ہم سب پر یہ بجالانا فرض کیا ہے۔ (عبد الحمید الہ دین سکندر آباد دکن)

قوم جٹ پیشہ کاشتکاری عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۴۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ سونا وزن ۹ ماشے۔ پھول وزنی ۹ ماشے۔ کانٹے وزنی ۱۱ ماشے۔ کل وزن ۵ تولہ ۲ ماشہ ہے۔ مہر دو صد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۹ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور ۱/۹ حصہ مبلغ ۳۹ روپے میں ایک یا دو مرتبہ میں ادا کردونگی۔ اگر اس کے بعد حصہ مذکور کے حساب دی جائیگی۔ دو سو روپیہ نقد بھی ہے۔ اور دو بھینسیں مشترکہ ہیں۔ اگر اس کے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کرلی۔ تو اسکی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۹ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد شیر محمد۔ گواہ شد علی محمد صحابی موصی۔ گواہ شد امام الدین برادر حقیقی موصی۔

۷۷۴۶۔ مسماۃ سیراں بی بی زوجہ مولوی شیر محمد صاحب

خریداران الفضل کی خدمت میں ضروری گذارش

ہمیں افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے۔ کہ بعض خریداران الفضل ہماری متواتر گذارشات کے باوجود نہ خود چندہ ارسال کرتے ہیں۔ اور نہ دفتر کے بھیجے ہوئے وی۔پی وصول کرتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ الفضل کو خواہ مخواہ نقصان پہنچتا ہے۔ ہم ایسے احباب سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس قسم کے نقصان رساں طریق سے احتراز فرماویں۔ اور اگر وہ رقم بروقت بذریعہ منی آرڈر ارسال نہیں کر سکتے۔ تو وی۔پی کا وصول کرنا بہرحال ضروری ہے۔

(منیجر الفضل)

تریاق کبیر

کھانسی۔ نزلہ۔ درد سر۔ بچھو اور سانپ کے کاٹے کے لئے ذرا سا لگا دینے سے آرام۔ ہر گھر میں اس دوا کا ہونا ضروری ہے۔ قیمت بڑی شیشی تین روپے درمیانی شیشی ۲ روپے۔ چھوٹی شیشی ۱ روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ خدمت خلق قادیان

خاوند موصیہ شیر محمد موصی۔

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

لندن ۲ نومبر۔ ایک جرمن اعلان میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ مشرقی پرشیا کی پچھلے دو ہفتہ کی لڑائی میں جرمن فوجوں کو فتح حاصل ہوئی ہے۔

پیرس ۲ نومبر۔ پیرس کے روزنامہ "ل میتین" کے ۷۲ سالہ چیف ایڈیٹر ایم لوزین کو جرمنوں سے تعاون کرنے کے الزام میں ۲۰ سال قید کی سزا دی گئی ہے۔ ایم لوزین نے عدالت کے روبرو ایک بیان دیتے ہوئے برطانیہ پر شدید الزامات عائد کئے گئے۔ آپ نے کہا مجھے برطانیہ کی پالیسی کے متعلق ہمیشہ شکوک و شبہات رہے ہیں برطانیہ کی خارجہ پالیسی انتہائی حد تک خود غرضانہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ چھوٹی چھوٹی اقوام کے حقوق اور مفاد کو اکثر مرتبہ کچلا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲ نومبر۔ پریذیڈنٹ روزویلٹ نے ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ جنرل سٹل ویل کی چین سے واپسی محض ایک شخصی معاملہ تھا۔ ان کی واپسی کی وجہ یہ تھی۔ کہ ان کے اور مارشل چیانگ کائی شیک کے درمیان ذاتی طور پر اختلافات پیدا ہو گئے تھے۔ جنرل سٹل ویل اپنی واپسی کے خود ذمہ دار ہیں۔

نیو دہلی ۲ نومبر۔ سمندر پار سے ہفتہ مختتمہ ۱۴ اکتوبر میں ۵۴ ہزار ٹن گندم اندر آ گئی۔ گزشتہ دو سال میں اتنی بڑی مقدار میں باہر سے کبھی گندم نہیں آئی۔

لاہور ۲ نومبر۔ مشہور کتاب "ہدایت نامہ خاوند" کے مصنف کویراج ہرنام داس کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند (فحش نویسی) کا فیصلہ پنڈت چاند نرائن سپیشل مجسٹریٹ لاہور نے سنا دیا۔ عدالت نے ملزم کو ایک صد روپیہ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ پندرہ دن قید محض کا حکم سنایا۔ "ہدایت نامہ خاوند" کی قریباً پانچ ہزار کا پیاں جو پولیس نے قبضہ میں لی تھیں ملزم کو واپس دی جائیں۔ اور ان میں کچھ حصہ جو عدالت کی رائے میں فحش ہے حذف کر دیا جائے۔

لندن ۲ نومبر۔ لارڈ منسٹر کی جگہ ہندوستان کے نائب وزیر ہند کے عہدہ پر لارڈ سٹیودل کو مقرر کر دیا گیا ہے۔ لارڈ منسٹر کو ہوم آفس میں لے لیا گیا ہے۔

واشنگٹن ۲ نومبر۔ محکمہ بحریہ کا اعلان مظہر ہے کہ امریکن آبدوزوں نے بحر الکاہل اور مشرق بعید میں مزید ۱۸ جہاز غرق کئے ہیں۔ ان کو شامل کر کے ان جاپانی جہازوں کی تعداد ۷۴۹ ہو جاتی ہے۔ ان میں ۲۱۸ جہاز غرق ہوئے۔ ۳۴ جہاز شاید غرق ہوئے۔ اور ۱۱۵ کو نقصان پہنچا۔

نیویارک ۲ نومبر۔ ٹوکیو ریڈیو کی ایک خبر یہاں سنی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اتحادی ہوائی جہازوں نے بعد دوپہر ٹوکیو کے رقبہ پر بمباری کی۔

لندن ۲ نومبر۔ برطانوی فوجیں یونان کے شہر سالونیکا میں پہنچ گئی ہیں۔

لندن ۲ نومبر۔ کل دو مہینے کے بعد دن کے وقت لندن میں ہوائی حملہ کا الارم ہوا۔ ایک اُڑن بم ایک بڑے بھاری رہائشی ہوٹل پر آ کر گرا۔ جس سے سخت نقصان پہنچا۔ ہوٹل اس وقت لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔

نئی دہلی ۲ نومبر۔ مسٹر ویلش لکھونے مرکزی اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں نٹال کے ہندوستانیوں کے متعلق تحریک التوا پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

ماسکو ۲ نومبر۔ روس کے صدر ایم کالینن نے ایک اعلان میں کہا کہ وہ دن دور نہیں جب اتحادی اور روسی فوجیں جرمن سرزمین پر ملاپ کریں گی۔ آپ نے دعویٰ کیا کہ ہنگری جلد ہی جرمنی سے چھن جائے گا۔ نازی دیوانوں سے پھوٹ کی امید کر رہے ہیں۔ مگر جرمنوں کو سیاسی اور جنگی دونوں میدانوں میں شکست دی جائے گی۔

ننکانہ صاحب ۲ نومبر۔ گورونانک دیو کے جنم دن کے سلسلہ میں کل ایک اکالی کانفرنس میں ماسٹر تارا سنگھ نے پنجاب میں فرقہ وارانہ غلبہ کو توڑنے کے لئے اپنی ایک نئی سکیم پیش کی۔ اس کے مطابق دس ہزار سکھ والنٹیر تیار کئے جائیں گے۔ جو شرومنی اکالی دل کے حکم پر ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار رہیں گے سکیموں کو عمل میں لانے کے لئے اڑھائی لاکھ روپیہ جمع کیا جائے گا۔

لاہور ۲ نومبر۔ سونا حاضر ۶۳-۴ پونڈ -
.-.- ۴۴ - چاندی حاضر -.-.- ۱۱۸

امرتسر ۲ نومبر۔ سونا حاضر -.-.- ۶۵ پونڈ
.-.- ۴۴ - چاندی حاضر -.-.- ۱۱۸

نئی دہلی ۲ نومبر۔ اسمبلی میں وار ٹرانسپورٹ ممبر نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت ہند نے آسام بنگال ریلوے کا انتظام حکومت امریکہ کے حوالے نہیں کیا۔

نئی دہلی ۲ نومبر۔ وار ٹرانسپورٹ ممبر نے مرکزی اسمبلی میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ ٹاٹا کمپنی جنگ کے بعد ریلوے انجن بنائے گی ابھی وہ یہ ذمہ داری لینا نہیں چاہتی

چنکنگ ۲ نومبر۔ چین کے سرکاری حلقوں میں اعلان کیا گیا ہے کہ جاپانی فوج کوانگسی کے دارالسلطنت کویلن پر تین طرف سے حملہ کر رہی ہے جنوب مغرب کی طرف سے بڑھنے والی فوج شہر سے ۷ میل اور شمال مشرق کی طرف سے بڑھنے والی فوج شہر سے ۷ میل دور رہ گئی ہے۔

لندن ۲ نومبر۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ فرانس پر حملہ ہونے سے اس وقت تک ۷ لاکھ ۷ ہزار جرمنوں کو مغربی محاذ پر گرفتار کر لیا گیا ہے یہ تعداد جرمن فوج کی اس تعداد سے کہیں زیادہ ہے جو اس وقت مغربی محاذ پر اتحادی فوج کا مقابلہ کر رہی ہے۔

طہران ۲ نومبر۔ سفیر امریکہ متعینہ ایران نے حکومت ایران کے نام ایک مکتوب لکھ کر تیل کے چشموں کی مراعات کو مابعد جنگ کے زمانے تک اٹھا رکھنے سے متعلق حکومت ایران کے نظریہ کی حمایت کی ہے۔ اور لکھا ہے کہ حکومت ایران کا زاویہ نگاہ بالکل درست ہے حکومت امریکہ اور ایران کے راستہ میں رکاوٹ پیش کرنا نہیں چاہتی۔

لندن ۲ نومبر۔ غیر جانبدار سرکاری حلقوں کی اطلاع ہے۔ کہ ہٹلر نے پوپ کے پاس اپنے ایلچی برن اُرنسٹ وان ریگر کے ذریعہ صلح کی آخری پیشکش کی ہے۔ ہٹلر نے پوپ سے کہا ہے کہ وہ کرسمس سے پہلے صلح کرا دے۔ اور پوپ اس اپیل پر خاموش نہ رہ سکتا تھا۔ جبکہ جرمنی میں جتنے کیتھولک ہیں ان کی موت کے وارنٹ پر دستخط ہو رہے ہیں جرمنی میں اس سلسلے میں مندرجہ ذیل شرائط پیش کی ہیں:۔ اول جرمن فوج سمندری بیڑا اور ایئر فورس کو توڑ دیا جائے گا۔ صرف ایک لاکھ پولیس اور فوج امن برقرار رکھنے کے لئے رکھی جائیگی دوم:۔ جرمن فیکٹریوں میں خفیہ جنگی تیاری روکنے کے لئے بین الاقوامی کنٹرول منظور کر لیا جائے گا۔ سوم:۔ آسٹریا۔ چیکوسلواکیہ اور پولینڈ کی آزادی بحال کر دی جائے گی۔ اور دیگر مقبوضات خالی کر دیئے جائیں گے۔ چہارم نازی پارٹی توڑ کر جرمنی میں جمہوری نظام قائم کیا جائے گا۔

لندن ۲ نومبر۔ ہٹلر سپین کے تازہ واقعات سے کافی پریشان ہو رہا ہے۔ اور شاید اسی نے اس نے کوشش کر کے جاپان اور پرتگال کا سمجھوتہ کروا دیا ہے۔

واشنگٹن ۲ نومبر۔ اس بات کا فیصلہ کہ امریکہ کا آئندہ صدر کون ہوگا امریکہ کا نہایت غیر معروف شخص کرے گا۔ اس شخص کا نام جان لوئیس ہے اور وہ کانکنوں کا لیڈر ہے۔ اس کے ایجنٹ ڈیوی کے حق میں نہایت زور شور سے اعلانیہ اور خفیہ پراپیگنڈا کر رہے ہیں۔ امریکن کانکنوں کی تعداد ۵ لاکھ ہے۔ اس سے ان کے ووٹ بھاری اہمیت رکھتے ہیں۔

نیو دہلی ۲ نومبر۔ آج مرکزی اسمبلی کے اجلاس میں فوڈ ممبر نے بیان کیا۔ کہ اس وقت تک جو غلہ بیرون ہند سے آ چکا ہے اس کے علاوہ ۵۴ ہزار ٹن غلہ جہازوں میں روانہ کر دیا گیا ہے۔ اور ۳ لاکھ ٹن اور تین ماہ میں آئے گا ہندوستان کے کسی علاقہ میں غلہ کی کمی نہ ہونے دی جائے گی۔

لندن ۲ نومبر۔ اتحادی فوج کے جو دستے والکیرن پر اترے وہ آگے بڑھ رہے ہیں۔ اس کے مشرقی کنارے پر گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہے۔ کینیڈین دستے باوجود جاپانیوں کے سخت مقابلہ کے آگے بڑھ رہے ہیں۔

ماسکو ۲ نومبر۔ ہنگری کا دارالسلطنت بوڈاپسٹ روسی فوجوں سے صرف ۲۵ میل سے کم دور رہ گیا ہے۔

کانڈی ۲ نومبر۔ برما میں مایہ کے مقام پر قبضہ کر لیا گیا ہے۔

نیویارک ۲ نومبر۔ سرکردہ فوجی لیڈروں کا خیال ہے کہ اب جنرل سٹل ویل کو سمندر کی طرف سے جاپانی مقبوضہ چین پر حملہ کرنے والی فوجوں کا کمانڈر بنایا جائے گا

ملیریا اور دوسرے بخاروں کے بچاؤ کے لئے
اوگون
کا استعمال کیجئے قیمت فی شیشی دو روپے صرف
تقی برادرز قادیان